Fikr-o-Nasar (Islamabad) 3:5 (1965)

اجتہـــاد

علمائے شیعہ کی نظر میں

صاحب الفضیلة شیخ محمد جواد مغنیہ
رئیس محکمہ شرعیہ جعفریہ ۔ بیروت

میں نے مجلہ " رسالة الاسلام " (قاہرہ) میں پروفیسر احمد امین کا مقالہ " الاجتہاد فی نظر الاسلام " کے موضوع پر پڑھا ۔ صاحب موصوف نے اس مقالے میں ایک جگہ غصب شدہ کپڑے کے متعلق اگر اس کے غصب کرنے والے نے اسے رنگوا لیا ہو، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اقوال سے استدلال کیا ہے ۔ نیز ابو حیان توحیدی کو مسکویہ نے جو جواب دیا تھا اس سے استدلال کیا ہے ۔ پروفیسر احمد امین نے ان دونوں بزرگوں نیز ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ شرعی حکم حالات کے تابع ہوتا ہے اور حالات زمان اور مکان کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں ۔

یہ امر کہ " شرعی حکم حالات کے تابع ہوتا ہے اور حالات زمان اور مکان کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں " اس کی تائید میں ہمیں شیعہ امامیہ کی کتابوں سے بھی بہت سی شہادتیں ملتی ہیں ۔ علمائے شیعہ تو اپنے ائمہ کے اقوال تک کو جن کو وہ بہت زیادہ مقدس سمجھتے ہیں، حالات و ظروف کی کسوٹی پر پرکھنے کے حق میں ہیں ۔ اور اس ضمن میں وہ امام کے قول کو عادت و رواج کے تابع قرار دیتے ہیں نہ کہ اس پر مقدم اور حاکم ۔ چنانچہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے جو ثابت شدہ احادیث مروی ہیں، علمائے شیعہ ان کی تاویل عادت جاریہ کی روشنی میں کرتے ہیں ۔

"جواہر الکلام" میں ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یہ قول ثابت ہے کہ اگر ایک عورت کی رخصتی ہو جائے ۔ وہ اپنے خاوند کے پاس چلی جائے اور اس کے مکان میں داخل ہو جائے ۔ اس کے بعد بیوی اور

خاوند میں حق مہر کی ادائیگی کے متعلق جھگڑا ہو جائے ۔ خاوند کہے کہ میں نے حق مہر ادا کر دیا ۔ اور بیوی کہے کہ خاوند نے حق مہر ادا نہیں کیا ، تو اس صورت میں بیوی کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کرے اور خاوند کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ قسم کھائے کہ اس نے حق مہر ادا کر دیا ۔ اب باوجود ان احادیث کی صحت کے بارے میں " جواھر الکلام " کے مصنف اور دوسرے علمائے شیعہ امامیہ کے اعتراض کے ، انہوں نے ان احادیث کے ظاھر کے خلاف فتویٰ دیا ھے ۔ چنانچہ وہ بیوی کے بجائے خاوند کے لئے گواہ پیش کرنا ضروری قرار دیتے ھیں ۔ کیونکہ دراصل دعویٰ تو خاوند کا ھے کہ اس نے حق مہر ادا کر دیا۔ اس لئے اسے اپنے دعویٰ کے لئے گواہ پیش کرنا چاھئے ۔ اس کے بر خلاف بیوی کو قسم کھانی ھوگی۔ کیونکہ وہ اس سے انکار کرتی ھے کہ خاوند نے اسے حق مہر ادا کر دیا ۔ " جواھر الکلام "(۱) کے مصنف اس پر بحث کرتے ھوئے لکھتے ھیں کہ اس بارے میں کہا جا سکتا ھے کہ ائمہ رضوان اللہ علیھم کے زمانے میں یہ رواج تھا کہ عورت اس وقت تک اپنے خاوند کے گھر میں داخل نہیں ھوتی تھی، جب تک کہ وہ اس سے پورے کا پورا حق مہر وصول نہ کر لیتی ؛ چنانچہ اس ضمن میں اھل بیت سے جو نصوص مروی ھیں ۔ ان کی اس طرح تاویل ھو سکتی ھے ۔

غرض شرعی حکم میں رواج و عادت کا لحاظ کرنا پڑے گا اور شرعی حکم کا مدار رواج و عادت پر ھوتا ھے۔ جب رواج و عادت بدل گئی ۔ تو لامحالہ اس کی وجہ سے شرعی حکم کی نوعیت بھی بدل جاتی ھے ۔ سید کاظم یزدی ملحقات عروۃ الوثقیٰ کے باب الوقف میں لکھتے ھیں ۔

---

(۱) کتاب جوھر الکلام کا پورا نام " جواھر الکلام فی شرح شرائع الاسلام " ھے ۔ اس کے مصنف شیخ محمد حسن باقر ھیں ، جو انیسویں صدی عیسوی کے علماء میں سے تھے۔ یہ کتاب شیعہ امامیہ کا سب سے بڑا مرجع ھے ۔ اور فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل ھے ۔ مصنف نے ھر مسئلے کے متعلق علمائے متقدمین و متاخرین کے اقوال مع اس مسئلے کی دلیل نیز علماء کے عقلی و نقلی دلائل کے دیئے ھیں ۔ اس کتاب کی پانچ مجلدات ھیں اور ھر جلد کے تقریباً پانچ سو صفحات ھیں ۔ جواھر الکلام متعدد بار ایران میں چھپ چکی ھے ۔

امامیہ کا ظاھراً اجماع اس پر ھے کہ وقف اسی صورت میں مکمل ہو سکتا ھے جب اس کے لئے صراحتاً وقف کے الفاظ ثابت ھوں کیوں کہ اھل بیت سے اس بارے میں جو احادیث مروی ھیں ' ان میں وقف کے شرعاً صحیح ھونے کے لئے '' میں نے وقف کیا - میں نے اسے صدقے میں دیا '' کے الفاظ واضح و صاف طور پر آئے ھیں - گو سید کاظم یزدی کو اس بارے میں نصوص احادیث کی صحت اور اجماع کے ثابت ھونے کا اعتراف ھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے وقف کے لئے صیغہ لفظی کے عدم وجوب کا فتویٰ دیا ھے - اور '' میں نے وقف کیا - میں نے اسے صدقے میں دیا '' الفاظ کو ادا کرنے کے بغیر کسی وقف کے عملاً ھو جانے کو کافی سمجھا ھے - اور اس کے لئے دلیل یہ دی ھے کہ لوگوں میں عادتاً یہ مروج ھے کہ وہ نماز کے لئے مسجد بناتے ھیں - رفاہ عامہ کے لئے درخت لگاتے ھیں اور قبرستان بنانے کے لئے زمین دیتے ھیں - اور اس سلسلے میں زبان سے یہ نہیں کہتے کہ میں نے یہ چیز وقف کی یا اسے میں نے صدقے میں دیا - اس کے باوجود یہ یہ چیزیں عملاً وقف بن جاتی ھیں - اس لئے انہیں شرعاً بھی وقف مانا جائے گا -

آپ نے دیکھا اس فتویٰ میں سید کاظم یزدی نے نص ظاھری اور اجماع کی عملی تعبیر عرف و عادت کی روشنی میں کی ھے - یہی اجتہاد ھے - اور پروفیسر احمد امین نے اپنے مقالے میں اسی کی دعوت دی ھے - چنانچہ وہ اجتہاد کی ضرورت بتاتے ھوئے لکھتے ھیں -

'' ھم اجتہاد مطلق چاھتے ھیں - ایسا اجتہاد مطلق جو ھر چیز پر حاوی ھو - یہاں تک کہ نص شرعی کے حکم کو مقید کرنے اور اس کو ناقابل عمل بنانے کے (۲) بارے میں بھی '' -

---

(۲) عربی کی یہ عبارت ھے -

« نريد اجتهاداً مطلقا يشمل كل شئی حتی في تقييد النص ووقف العمل »

شرعی حکم کس طرح عرف و عادت کے تابع ہو جاتا ہے ، اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو ۔ اس زمانے میں علمائے نجف کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شیعیان عراق میں سے کوئی شخص یہ وصیت کر جائے کہ فلاں میرا وصی ہے ۔ اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہے تو اس کی یہ وصیت ثابت ہو جائے گی اور اس وصی کو وصیت کرنے والے کے ترکے سے ایک تہائی حصہ ملے گا۔ یہ واجب اور راجح ہے ۔ کیونکہ اہل عراق کے ہاں یہی رواج ہے ۔ لیکن اگر جبل عامل کا کوئی شخص اس قسم کی وصیت کر جائے ، تو اس کی یہ وصیت ناقابل عمل سمجھی جائے گی ، کیونکہ ان دیار میں اس طرح وصیت کرنے کا رواج نہیں ہے ۔

شیخ مرتضی انصاری کی تصنیف ''کتاب الطہارۃ'' میں ہے کہ ''الکاہلی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضی سے سوال کیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کھانا کھا رہی ہے کہ ایک مجوسی ان کے پاس آیا ۔ کیا وہ مجوسی کو کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیں ۔ حضرت امام نے فرمایا ، مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں اس امر کو تمہارے لئے حرام قرار دوں ، جو تم اپنے علاقے میں کرتے ہو ،، یقیناً کتاب الطہارۃ کی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامی میں ایسے احکام بھی ہیں ، جو علاقوں کے رسم و رواج اور ان کے مروجہ طریقوں سے متاثر ہوتے ہیں ۔ اور یہ خیال جو عام طور پر مشہور ہے ، صحیح نہیں کہ ہر شرعی حکم اس طرح دائمی اور ثابت ہے ، جیسے کہ طبعی قوانین ہوتے ہیں کہ ہر چیز ان کے سامنے جھکتی ہے ، اور وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتے ۔

کتاب '' بحار الانوار '' کی سولھویں جلد میں ہے کہ ایک آدمی نے امام موسی بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا :— '' میرا ارادہ ایک طرف سفر کا ہے ۔ آپ مجھے ایسی دعائے استخارہ بتائیے کہ اگر یہ سفر میرے لئے موجب خیر و برکت ہے ، تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سفر کی توفیق دے ۔ اور اگر ایسا نہیں ، تو وہ مجھے اس سے روک لے '' ۔ حضرت امام نے پوچھا کہ کیا اس طرف کو سفر کرنا ضروری ہے ۔ اس نے کہا کہ ہاں ۔ اس پر انہوں نے

فرمایا :— یوں دعا کر - '' اے اللہ میرے لئے خیر مقدر فرما - بے شک تو اس پر قدرت رکھتا ہے '' در اصل بات یہ تھی کہ حضرت امام نے دیکھا کہ یہ شخص اپنی کسی ضرورت کے لئے سفر کرنا چاھتا ہے - اس ڈر سے کہ کہیں اسے ناکامی سے دو چار نہ ہونا پڑے' پریشان ہے- اور اسی لئے اس نے امام کی طرف رجوع کیا ہے تا کہ اسے اطمینان و سکون حاصل ہو - چنانچہ جب حضرت امام نے اس کی یہ حالت ملاحظہ کی اور دیکھا کہ اس کے لئے سفر کرنا ضروری ہے ، تو اسے سفر پر جانے کی اجازت دی اور ایسی دعا سکھائی جس کے الفاظ اور اسلوب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام نے اس شخص کی کیفیت خاص کو ملاحظہ کر لیا اور اس کی اس کیفیت کے مطابق اسے یہ دعا بتائی - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت امام نے اس شخص کو جو یہ دعا بتائی ہے ، تو یہ دعا ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے - جو کہیں سفر کرنا چاہے اور جس کے دل میں کہ وسوسہ اور اضطراب ہو - حضرت امام نے تو اس خاص شخص کی خصوصی کیفیت اور اس کی ضرورت کو دیکھا اور اس کے لئے اس کی کیفیت کو پیش نظر رکھ کر ایک خاص علاج تجویز فرما دیا -

اب ایک مجتہد کے لئے جیسے یہ ضروری ہے کہ کسی معاملے کے متعلق کوئی شرعی حکم دینے سے پہلے اس کے بارے میں جو نصوص ثابتہ اور شرع کے قواعد مقررہ ہیں ' ان کو پیش نظر رکھے - ویسے ہی اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس ضمن میں لوگوں کی عادات اور ان کے اوضاع و اطوار کو بھی ملحوظ رکھے اور شرعی حکم تجویز کرتے وقت یہ امر اس کے سامنے رہے کہ ایک طرف نصوص ثابتہ اور شرع کے قواعد مقررہ اور دوسری طرف ان عادات اور اوضاع و اطوار میں جو ظاہر ہے لوگوں کی روزمرہ کی زندگی کی ضرورتوں کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں ، موافقت اور ہم آہنگی ہونی چاہیئے - یعنی ان نصوص ثابتہ اور شرع کے قواعد مقررہ کے ساتھ اس ہمہ گیر اصول اور عمومی قاعدے (۳) کو بھی شامل کر لیا جائے کہ ہر وہ چیز جس میں نہ

اس مبدائے شامل اور قاعدہ عامہ کا عربی متن یہ ہے :—

« ان کل ما لا یحقق لنا المصلحۃ و الخیر والنفع لا یجب العمل بہ »

کوئی مصلحت ہو ، اور نہ اس میں کوئی خیر اور نفع ہو ، اس پر عمل کرنا ضروری نہیں -

اسی سلسلے میں '' الجواھر '' کے مصنف نے '' باب الشھادات '' کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے ، اسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں - مصنف نے کسی مسئلے میں فقہائے جامدین کی مخالفت کرتے ہوئے ان کا ان الفاظ میں مذاق آڑایا ہے -

'' میرا خیال ہے کہ جو شخص بھی میری اس رائے کو دیکھے گا ، وہ اس لئے اسے ناپسند کرے گا کہ فقہاء کی کتابوں میں وہ اس رائے کو نہیں پاتا . اب حال یہ ہے کہ فقہاء مناسبات کے ذکر میں بڑی تفصیل سے کام لیتے ہیں - ظاھر ہے یہ مناسبات شرعی دلیل کا درجہ نہیں رکھتیں اور یہ ان نحوی علتوں کے زیادہ مشابہ ہوتی ہیں ، جن سے سوائے ذھنوں میں انتشار پیدا ہونے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جو اصل حقیقت تک پہنچنے میں عقل کے راستے میں روک بنتی ہیں - مناسبات کے ذکر میں بڑی تفصیل سے کام لینا ان لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے - جو تقلید کے عادی ہوتے ہیں اور وہ غیر معصوم کو معصوم مانتے ہیں'' (۴)

۴ - عربی متن ملاحظہ ہو:—

وظنی ان من یقف علی کلامی ھذا یستبشعه لخلو کلام الاصحاب (یرید الفقهاء) عن تحریرة ، لا نهم لا یطیلون الابذکر المناسبات التي لا تصلح دلیلا شرعیاً ، والتی ھی اشبه شئي بالعلل النحویة تسطر لتشویش الاذھان ، و منع العقول عن بلوغ الحقائق ، و خاصة من اعتاد التقلید و اثبت العصمة لغیر المعصوم

اب اس حقیقت کا ان بلند پایہ عالم کو آج سے ایک سو سال سے بھی پہلے احساس ہو گیا تھا اور انھوں نے اپنے اس زمانے میں اس کا اعلان کیا جب کہ حالات زندگی اور لوگوں کے خیالات ایسے نہیں تھے - جیسے کہ آجکل ہیں - باقی ہم اب تک انہی دلائل پر زیادہ تر اعتماد کرتے ہیں ' جن کو '' الجواہر '' کے مصنف نے تشویش ذہنی اور جمود عقلی کا باعث قرار دیا ہے - اور ہم انہیں دلائل کی بنیادوں پر اپنی موجودہ زندگی کے لئے احکام کا استخراج کرتے ہیں ' جس کا ان فقہاء کی زندگی سے دور یا نزدیک کا بھی کوئی تعلق نہیں -

واقعہ یہ ہے کہ '' الجواہر '' کے مصنف ہمارے اس زمانے کے علمائے دین سے کہیں زیادہ دور رس نظر' صحیح فکر اور شریعت اور اس کے مقاصد کا فہم رکھتے تھے - یوں معلوم ہوتا ہے گویا وہ اپنے زمانے سے سو سال پہلے پیدا ہوئے اور ہم ان عقلوں کو لے کر پیدا ہوئے - جو ہم سے ایک ہزار سال پہلے کے لوگوں کی تھیں -

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ضرورتوں اور اپنے حالات کے مطابق اسلام کے عمومی اصولوں اور شریعت اسلامیہ کی اساس پر جن میں بڑی فراخی اور لوچ ہے ، اجتہاد کریں - اور اس کی مطلقاً پروا نہ کریں کہ ہم سے پہلوں یا بعد میں آنے والوں نے کیا کہا ہے اگر ہمارے پاس اپنے اجتہاد کے لئے شرع اور عقل کی واضح دلیل ہے - (۵)

اردو ترجمہ از '' رسالۃ الاسلام ''
بابت ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۱ ھ جنوری سنہ ۱۹۵۲ ء

---

۵ - عربی متن ملاحظہ ہو:—

يجب ان نكيف اجتهاداتنا حسب حاجاتنا وظروفنا على اساس مبادي الاسلام العامة و مقاصد الشريعة السمحة المرنة غير مكترثين بقول من تقدم او تاخر ما دمنا علي بينة من الشرع و العقل